اختلاف واتفاق علماء

مولانا حبیب الرحمٰن شیروانی

اس عنوان کے قائم کرنے سے ہمارا مقصود یہ عیاں کرنا ہے کہ علمائے سلف کا ان عالموں کے مقابلے میں کیا عمل رہا ہے جو ان سے عقائد یا جزئیات مسائل میں اختلاف رکھتے تھے، زیادہ صاف الفاظ میں یہ سمجھئے کہ علمائے اہل سنت و جماعت کا سلوک دوسرے اہل قبلہ (مثلاً شیعہ وخارجی ومرجیہ وقدری) علماء کے ساتھ کیا تھا؟ اور خود اہل سنت و جماعت کے مختلف فرقوں کے علماء کس قسم کا برتاؤ باہم رکھتے تھے۔آیا عقائد کا اختلاف ایسی حد فاصل خیال کیا جاتا تھا جو ایک کو دوسرے کی صورت سے بیزار۔اس کی خوبیوں کا منکر۔اور اس کے ساتھ ارتباط کو ایمان میں خلل انداز سمجھنے والا بنا دیتا۔یا آں کہ وہ روایت عقیدہ کو برا سمجھ لینے کے بعد ان کو ثقہ وصالح جانتے۔ان سے احادیث روایت کرتے اور ان کے علم وفضل کے حاضر وغائب عقیدت مند رہتے تھے۔یہ بات سب کے نزدیک مسلم ہے کہ سچا اسلامی جوش اور خالص دینی حمیت قرون خیر پر ختم تھی۔اور نبوت کے عہد پاک کے قرب کی وجہ سے جو آثار صلاح ورشاد ابتدائی صدیوں میں تھے وہ بعد کو باقی نہیں رہے۔الا ماشاء اللہ اسی وجہ سے ان بزرگوں کے طریقے اور مسلک کو عین صراط مستقیم اور ٹھیک راہ دین مانا جاتا ہے۔پس ہمارا حال وخیال اگر سلف صالحین کے حال وخیال کے خلاف ہے تو ہم کو یہ سمجھ لینا چاہئے کہ ہم راہ صواب سے دور جا پڑے ہیں۔یہ بات طریقہ حق سے بعید ہوگی کہ ہم ان کے شیوے کو اپنے مسلک کے مخالف دیکھ کر از راہ تعصب خلاف حق سمجھیں اور اپنے ہی خیال باطل کو عین دین داری تصور کریں ہم نے اس باب میں یا تو تابعین وتبع تابعین کے اقوال وافعال کا حوالہ دیا ہے یا ان علمائے مابعد کے اقوال وافعال کا جو بالاتفاق پیشوائے ملت مانے گئے ہیں اور مزید احتیاط یہ کی ہے کہ یہ حالات اور اقوال بھی صرف بحوالہ امام ذہبی نقل کئے ہیں جو فن رجال واسانید کے مستند امام شمار کئے جاتے ہیں۔ایک واقعہ بحوالہ کشف الاسرار البتہ نقل کیا ہے۔اصل مبحث پر بحث کرنے سے پیشتر یہ دیکھنا مناسب ہوگا کہ اگلے

☆انظر الى من هو دونك في الجسم والصورة والمال والبيت والوظيفة والنسبة لتعلم انك فوق الوف الناس.☆

علمائے ربانی مذہبی جھگڑوں اور دینی نزاعوں کو کیسا خیال فرماتے تھے۔آیا ان کو تمام اصول دین اورارکان مذہب سے زیادہ مہتم بالشان اور لائق اہتمام سمجھتے تھے یا ان کو نفرت کی نظر سے ملاحظہ فرماتے اور بربادی وتباہی کا ایک ذریعہ تصور کرتے تھے۔ذیل کے اقوال صاف صاف ثابت کردیں گے کہ وہ قدسی گروہ ہمیشہ ان سے بیزار رہا۔امام ششم حضرت جعفر صادق ارشاد فرماتے ہیں۔ایاکم والخصومة فی الدین فانهاتشغل القلب وتورث النفاق یعنی بچو دین میں جھگڑا کرنے سے اس واسطے کہ وہ دل کو کام کی باتوں سے باز رکھتا ہے اور نفاق پیدا کردیتا ہے۔

صدقت یاابن رسول اللہ جس بات سے بارہ سو برس پیشتر امام روشن ضمیر نے مسلمانوں کو ڈرایا تھا۔آج اس کے دردناک نتیجے اہل دین کے سامنے ہیں۔اگر اس مقولے پر عمل رہتا تو مسلمانوں کی تاریخ میں بہت سے شرم ناک صفحے نہ لکھے جاتے امام اعظم فرماتے ہیں کہ مجھ کو علم کلام میں عجب ملکہ عطا فرمایا گیا تھا۔اور ایک زمانہ دراز تک میرا یہی مشغلہ رہا۔چونکہ شہر بصرہ اس قسم کے مباحثہ کرنے والوں کا مرکز تھا اس لئے میں بیس دفعہ سے زیادہ وہاں گیا اور کبھی ایک برس اور کبھی اس سے کم کبھی اس سے زائد وہاں مقیم رہا۔معتزلہ اور خوارج وغیرہ کل فرقوں سے میرے مباحثے رہے اور الحمدللہ میں نے سب کو مغلوب کیا۔بعض خاص فرقوں کا کوفے میں مجمع تھا ان سے میں وہاں بحث کرتا اور غالب آتا۔اس زمانے میں علم کلام کو میں سب علوم سے افضل واعلی سمجھتا تھا۔جب میری عمر کا ایک حصہ اس میں صرف ہو چکا تو میں نے ایک دفعہ دل میں کہا اور سوچا کہ صحابہ کرام اور تابعین وتبع تابعین ہم سے زیادہ ان باتوں کو سمجھنے اور جاننے والے تھے اور حقائق امور کو ہم سے زیادہ پہچانتے تھے مگر انھوں نے کبھی ان باتوں میں جھگڑا اور خوض نہیں کیا بلکہ اس سے خود باز رہے اور دوسروں کو شدت کے ساتھ منع کیا۔میں نے ان کا غور وخوض شریعت کے معاملات اور فقہ کے مسائل میں پایا۔انھیں میں وہ بحث کرتے تھے اور اسی کی ترغیب دیتے تھے۔سلف کا دور اول اسی پر ختم ہوگیا۔تابعین نے اسی خصلت کی پیروی کی۔ان بزرگوں کے ان حالات کا انکشاف ہوتے ہی میں نے منازعت اور علم کلام میں غور وخوض کرنا چھوڑ دیا اور سلف صالحین کے طریقے کو اختیار کرکے وہی کام کرنے شروع کئے جو وہ کرتے تھے اور ایسے ہی لوگوں کی صحبت میں بیٹھنے لگا۔اس کے ساتھ میں نے یہ بھی دیکھا کہ جو لوگ علم کلام کے مدعی ہیں اور اس میں جھگڑتے ہیں ان کی شان سلف کی شان کے ان کا طریقہ سلف کے طریقے کے خلاف ہے۔میں نے ان کے قلوب میں قساوت اور دلوں میں شدت پائی وہ کتاب وسنت

اورسلف صالحین کی مخالفت کی پرواہ نہیں کرتے یہ دیکھ کر میں نے ان کو چھوڑ دیا۔اوراس پر میں خدا کا شکرادا کرتا ہوں۔انتہی خلاصۃ (کشف جلداول ۱۰۹)یہ دوسری صدی کے مناظرے اورمناظرین کا حال تھا۔آج کل کے مناظرے اورمناظرہ کرنے والوں کے حال کا قیاس اسی پرفرمالیجئے۔شام کے مقتداامام اوزاعی کا(جو تبع تابعی ہیں)قول ہے کہ اذا اراداللہ بقوم شرا فتح علیهم الجدل ومنع عنهم العمل یعنی جب کسی قوم کی بربادی خدا تعالیٰ کومنظور ہوتی ہے توان پر جھگڑے کے دروازے کھول دیتا ہےاورعمل سے بازرکھتا ہے۔مطلب یہ کہ جب تم دیکھو کہ ایک قوم جھگڑے میں بہت چست ہےاورعمل میں سست توسمجھ لوکہ خدا کی بھیجی ہوئی تباہی اس پرآرہی ہے۔ایک دوسرے تبع تابعی امام حجاج ابن ارطاۃ فرماتے ہیں کہ ماخاصمت قط ولاجلست الی قوم یختصمون یعنی میں نے کبھی کسی سے جھگڑانہیں کیااورنہ کبھی ایسےلوگوں کی صحبت میں بیٹھاجوجھگڑالوہوں۔اس قول سے پتہ لگتا ہے کہ امام حجاج کے نزدیک کسی شخص یافرقے سے بیزاراوران کی مجالست سے متنفرکردینے والی کیاصفت ہوسکتی ہے۔آپ اگراس مقولے کوآئندہ کے واقعات سے ملائیں گےتوایک اہم نتیجہ حاصل ہوگاان اقوال کوپڑھکرایک خلجان طبیعت کوپیداہوتا ہے کہ یہ بات واضح طورپرثابت ہے کہ ائمہ دین نے ہمیشہ طریقہ باطل کی تردیداورراہ صواب کی تائید فرمائی ہے۔اوران کے مناظرے معتزلہ وغیرہ فرقوں کے علماکے ساتھ تاریخ وفن کلام میں مذکورہیں۔پھرکیوں کرمذہبی مباحثوں کوموروث نفاق اورباعث بربادی کہاجاسکتا ہے۔اس شبہے میں ایک افسوس ناک غلط مبحث ہے اوروہ یہ ہے کہ اختلاف خصومت میں فرق نہیں کیاجاتااورہم علمائے سلف کے اختلاف کواپنی نزاعوں پرقیاس کرتے ہیں۔

حضرت یحییٰ ابن سعیدجواکابرتابعین میں ہیں کس خوبی سے اختلاف ونزاع کاامتیازظاہرفرماتے ہیں۔انھوں نےفرمایا ہے کہ اھل العلم اھل توسعۃ ومابرح المفتیون یختلفون فیحلل ھذافلایعیب ھذا علی ھذ ا یعنی علمااہل وسعت ہیں۔اورمفتی ہمیشہ باہم اختلاف کرتے رہے ہیں۔یہاں تک کہ ایک ایک چیزکوحلال بتلاتا ہےدوسرااسی کوحرام کہتا ہے۔مگریہ اس کی عیب گیری نہیں کرتااوروہ اس کی۔اس مقولے میں جہاں تک کہ میری فہم ناقص میں آیا ہےویحرم ھذاتک اختلاف کی حد ہےاس کے بعدجدل وخصومت کابیان ہے۔قول ہذا میں تین پہلودکھلائے گئے ہیں۔سب سے اول گروہ علما کی یہ صفت بیان کی ہے کہ ان کے خیالات وسیع ہوتے ہیں۔اس کے بعد یہ

بتلایا ہے کہ ان میں باہم اختلاف ہوتا رہا۔اور پھر یہ جتایا ہے کہ ان کا اختلاف باوجود اپنی سنگینی کے عیب گیری کی حد تک نہیں پہنچتا میں اس سے یہ نتیجہ اخذ کرتا ہوں کہ جو اختلاف کشادہ دلی کے ساتھ بے شائبہ عیب گیری ہو وہ سلف صالحین کا طریقہ ہے اور اسی کو رحمت فرمایا ہے ۔اور جو بحث تنگ دلی اور عیب گیری کے پیرائے میں ہو وہ خصومت ہے اور اسی سے بچنے کی تاکید ائمۃ ہدی نے فرمائی ہے ۔آج کل مسلمانوں میں جو مباحثے ہو رہے ہیں ان کو اسی معیار کے بموجب پرکھنا چاہئے اور جس قسم میں وہ داخل ہوں اسی کے احکام ان پر جاری کئے جائیں۔جزئیات مسائل کا اختلاف صحابہ کرامؓ کے زمانے میں شروع ہو گیا تھا۔شاہ ولی اللہ صاحب مرحوم نے رسالہ انصاف میں یہ اختلاف اور اس کے اسباب کسی قدر بسط کے ساتھ بیان فرمائے ہیں ہم اس کی چند مثالیں جو طبقات الحفاظ میں نظر پڑیں یہاں درج کرتے ہیں۔

حضرت عمرؓ کی رائے یہ تھی کہ آں حضرت ﷺ سے احادیث کم روایت کی جائیں۔بعض صحابیوں کا مسلک اس کے خلاف تھا۔اسی اختلاف کی وجہ سے خلیفہ ثانی نے تین جلیل القدر صحابہ حضرت ابن مسعود ابوالدرداء اور ابومسعود کو نظر بند رکھا اور فرمایا کہ تم نے آنحضرت سے حدیثیں بہت روایت کر دیں۔[۱] امام ذہبی فرماتے ہیں کہ خلیفہ ثانی حضرت ابی کی بہت تکریم کرتے تھے ان سے ضرورت کے وقت فتوی لیتے بلکہ ان کی ہیبت مانتے ۔باوجود اس کے صحابی ممدوح کے ہمراہ ایک جماعت دیکھ کر ان کے مارنے کو درہ اٹھایا۔حضرت ابی نے کہا دیکھو کیا کرتے ہو۔خدا تم پر رحم کرے۔امیرالمومنین نے فرمایا کہ کیا تم یہ نہیں جانتے کہ یہ جماعت سرگروہ کے لئے باعث فتنہ اور تابع کے واسطے موجب ذلت ہے۔[۲] حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں حضرت ابوذر کو فتوی دینے کی ممانعت کر دی گئی تھی ۔اس کے بعد وہ کئی برس زندہ رہے اور ۳۲ھ میں بمقام ربذہ انتقال فرمایا رضی اللہ عنہ۔[۳] کیا اس بیان کی حاجت ہے کہ صحابہ کرام میں ان جزئی اختلافات کے ساتھ اتفاق کیسا تھا۔

تابعین کے زمانے میں اختلاف عقائد بھی شروع ہو گیا تھا۔اور معتزلہ وقدریہ وغیرہ فرقے پیدا ہو گئے تھے ۔اس عہد میں بہت سے اسلامیہ فرقے ایسے موجود ہو گئے تھے جن کا اب نام ونشان بھی نہیں اور صرف کتابوں میں ذکر رہ گیا ہے۔اس دور پاک میں مسلمانوں کے حوصلے بلند تھے اور جو کام وہ کرتے تھے اس میں جوش وہمت کا پورا جلوہ ہوتا تھا۔اس لئے یہ تازہ وارد فرقے بھی اپنے عقائد کی

اشاعت میں پوری کوشش وسعی سے کام لے رہے تھے۔ہمارے علمائے کرام ادھر تو ملتِ حقہ کی حفاظت وحمایت میں جان لڑا رہے تھے ۔اُدھر انہیں مخالف العقیدہ علما کی مرتبہ سوانی اور حق شناسی میں نہایت کشادہ دلی سے مصروف تھے ان کے حالات پڑھ کر اس کشادہ دلی کی کوئی حد نہیں معلوم ہوتی تین قسم کے دلائل سے ہم اپنے اس دعوے کو ثابت کر سکتے ہیں ۔اولا علمائے ممدوح نے ان سے علم دین حاصل کیا اور ان کو روایت حدیث کا اہل سمجھا۔حضرت قتادہ کی جو جلالت شان حدیث میں ہے اس سے کون واقف نہیں ۔بڑے بڑے ائمہ حدیث ان کے شاگرد ہوئے ہیں عقیدہ میں وہ شدید قدری تھے ۔(۴) ذہبی فرماتے ہیں کہ باوجود ان کے اس عقیدۂ ردی کے کسی نے ان کی روایت کو مستند ماننے میں پس وپیش نہیں ۵ کیا امام مغیرہ تابعی عثانی تھے اور حضرت خلیفہ چہارم پر گونہ معترض ۔تاہم شعبہ اور ابوعوانہ وغیرہ جلیل الشان اماموں نے ان سے حدیثیں روایت کی ہیں ۔امام احمد ان کی نسبت فرماتے ہیں صاحب سنۃ اور احمد عجلی نے ان کے ثقہ ہونے کی شہادت دی ہے ۶ ۔عمرو بن مرہ تابعی کی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ وہ مرجیہ تھے پھر بھی ایک جماعت نے ان کی توثیق کی ہے ۷ ۔ہشام دستوائی قدری تھے۔امام ابن سعد ان کے بارے میں فرماتے ہیں کہ کان ثقہ وحجۃ الاانہ القدری (یعنی وہ ثقہ اور حجت تو تھے مگر قدری تھے) ۸ سعید ابن عروبہ بھی فرقہ قدریہ میں سے تھے فن رجال کے دو مشہور عالی درجہ اماموں نے ان کے ثقہ ہونے کی شہادت دی ہے۔یعنی حضرت یحیی ابن معین اور امام نسائی ۹ نے ۔حافظ ابونعیم فرماتے ہیں کہ میں نے آٹھ سو شیوخ سے فن حدیث حاصل کیا مگر حسن ابن صالح سے افضل کسی کو نہیں پایا۔ان کے عقیدے کی نسبت امام ذہبی فرماتے ہیں کان فیہ خارجیۃ یعنی ان میں خارجیت تھی ۔۱۳ امام ابوسہل واسطی شیعی تھے اور اسی جرم میں خلیفہ ہارون الرشید نے ان کو قید کر دیا تھا۔امام ذہبی ان کے احوال میں تحریر کرتے ہیں متفق علی الاحتجاج یعنی ان کے حجت ہونے پر سب کو اتفاق ہے۔۱۰ محمد ابن فضیل کوفی بھی شیعی تھے۔حضرت یحیی ابن معین نے ان کی توثیق فرمائی ہے۔اور امام احمد ان کی نسبت فرماتے ہیں حسن الحدیث شیعی ۱۱ حافظ حدیث ابومعمر قدری تھے۔اس پر بھی امام بخاری نے ان سے حدیث روایت کی ہے ۔۱۲ عبداللہ ابن موسی فرقہ شیعہ کے علمائے کبار میں تھے ان سے امام بخاری نے روایت فرمائی ہے۔۷ ابن الآخرم امام شعرانی کے بارے میں فرماتے ہیں صدوق غال فی التشیع یعنی سچے ہیں اور تشیع میں غالی۔۱۳ شیخ الاسلام انصاری ایک جلیل القدر امام حدیث کی نسبت اپنی رائے جن الفاظ

☆ اعلم ان الاحتمال دفن للمعائب والحلم ستر للخطایا والجود ثوب واسع یغطی النقائض والمثالب. ☆

ں ظاہر فرماتے ہیں وہ قابل شنید ہیں۔ثقة فی الحدیث رافضی خبیث...... یعنی حدیث میں ثقہ افضی خبیث ہیں۔١٤ حضرت یحیی ابن معین اس مرحلے کو انتہا تک پہنچاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ وارتد عبدالرزاق ماتر کنا حدیثه 'یعنی اگر عبدالرزاق مرتد بھی ہوجائیں تو بھی ہم ان کی روایت کردہ حدیث کو نہ چھوڑیں گے۔١٥ ان اقوال وافعال کو آپ نے ملاحظہ فرمایا۔علمائے مخالف العقیدہ خواہ قدری تھے خواہ خارجی۔مرجیہ تھے یا شیعہ کبار علمائے شیعہ میں سے تھے۔یا شیعہ غالی ورافضی خبیث مگر جب ان کو ہمارے علمائے کرام نے ثقہ۔حجت وصدوق۔صاحب سنت اور افضل پایا تو ان کو ایسا ہی کہا اور ایسا ہی مانا اور ان کی روایت کی ہوئی حدیثوں کو آنکھوں سے لگایا اور دل میں لکھا۔ہم تو حیرت میں ہیں کہ ایک شخص کو رافضی خبیث کہیں اور پھر ثقہ بتائیں۔یہ ضدیں کیونکر جمع ہوئیں۔اور دوسرے شخص کو یہ فرض کرنے کے بعد بھی کہ وہ مرتد ہوجائے اس کی روایت کردہ احادیث کے ترک کرنے کا گوارانہ فرمائیں۔یہ مشرق ومغرب کا اجتماع کیسا۔سچ یہ ہے کہ یہ معمہ چودھویں صدی میں حل ہونا بے حد دشوار ہے اس کے حل کرنے والے وہی بزرگ تھے جن کی قوت ایمانی نے ان کے قلوب کو تعصب سے پاک اور حق کا شیدہ بنادیا تھا۔

ثانیاً ان کے فضل وکمال کی یہ تعظیم کی کہ حضرت عکرمہ جن کا عقیدہ خوارج کی جانب مائل تھا) جب بصرے تشریف لے جاتے تو حضرت خواجہ حسن بصری فتوی دینے اور درس تفسیر سے دست کشیدہ ہوجاتے اور جب تک ان کا وہاں قیام رہتا خواجہ صاحب اسی برتاؤ کو قائم رکھتے۔١٦

ثالثاً: علوم ظاہر سے گزر کر ان کی روحانی عظمت کا اعتراف کیا۔امام ابراہیم ابن طہمان (جن سے امام اعظم نے سماعت حدیث کی تھی) عقیدے کے مرجیہ شدید تھے۔ایک روز کا ذکر ہے کہ امام احمد ابن حنبل بوجہ ضعف علالت تکیئے کے سہارے سے بیٹھے تھے۔اس اثنا میں کسی نے ابن طہمان کا تذکرہ چھیڑا۔امام ربانی یہ سنتے ہی سنبھل کر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ جس مجلس میں صلحا کا ذکر ہو اس میں تکیہ لگا کر بیٹھنا روا نہیں ١٧۔

خداوندا ایسے پاک مشرب بزرگ اب کیوں نہیں پیدا ہوتے! منصور ابن زادان جلیل القدر تابعی تھے۔امام ذہبی نے ان کا ذکر ان الفاظ سے کیا ہے کان ثقہ۔حجۃ۔صالحا کبیر الشان جب حضرت خواجہ حسن بصری نے رحلت فرمائی تو تابعی ممدوح نے علی ابن زید سے (جو شیعہ تھے) فرمایا کہ تم حسن کی جگہ بیٹھو۔١٨ اس موقع پر اگر یہ غور سے دیکھا جائے کہ حضرت حسن بصری کی جگہ کیا جگہ تھی تو اس واقعہ کی

قوت انتہا کو پہنچتی ہے۔اس بحث میں اب صرف ایک امر فیصلہ طلب باقی ہے۔وہ یہ کہ آیا ان فرقوں میں عقیدے کی سختی اور شدت اس عہد میں اسی حالت میں تھی جیسی آج ہے یا بجائے سختی کے اعتدال تھا۔ضمنی طور پر اوپر کی بعض جرحوں کے الفاظ سے سختی کا پتہ لگتا ہے۔لیکن ہم واقعات کی مدد سے بالتصریح ثابت کرنا چاہتے ہیں۔شیعیت میں جو سخت سے سخت بدعت ہے وہ شتم صحابہ ہے معاذ اللہ من ذالک دوسری صدی ہجری میں یہ ناسزا طریقہ اس فرقے میں رائج ہوگیا تھا اور عوام میں نہیں بلکہ خواص میں۔چنانچہ لکھا ہے کہ شیخ حدیث ابوالاحوص کا مکان جب محدثین سے بھر جاتا تو وہ اپنے بیٹے سے فرماتے کہ دیکھو ان میں جو شتمِ صحابہ کرتا ہو اس کو نکال دو (وفات ابوالاحوص ۱۷۹ھ)[۲۰] اسی عہد میں قدریت بھی سنگین پیرایہ اختیار کر چکی تھی۔امام ابواسحٰق فزاری جب دمشق میں آئے تو ابوالمسہر سے فرمایا کہ کہہ دو کہ جو قدری ہو ہماری محفل سے چلا جائے (وفات ابواسحٰق ۱۸۵ھ)[۲۱] ان دونوں واقعوں سے معترضین کچھ نفع نہیں اٹھا سکتے۔اس لئے کہ جن بزرگوں کے اقوال وحالات سے ہم نے استدلال کیا ہے ان کے مقابلے میں امام ابوالاحوص وابواسحٰق کی رائے فروغ نہیں پاسکتی۔اختلاف عقائد کی صورت میں جب ہمارے علماء نے اپنے مخالفین سے حسن سلوک پیش نظر رکھا تو ظاہر ہے کہ اختلاف جزئیات مسائل ان کے مزاجوں پر کب مؤثر ہو سکتا تھا اور اس نے اس قسم کی مثالیں پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔مگر ہم بطورِ تذکرہ چند حالات گزارش کرتے ہیں آج کل خود اہل سنت و جماعت کے مختلف فرقے باہم ایسا ہی اختلاف اور شدت کا برتاؤ کر رہے ہیں جیسا کہ وہ خلاف اہل سنت فرقوں کے ساتھ رکھتے ہیں۔پس یہ چند مثالیں بھی خالی از نفع نہ ہونگی امام قدوری حنفی اور شیخ ابوحامد اسفرائنی شافعی کے مابین ہمیشہ مناظرہ رہتا تھا۔مگر شیخ شافعی کا فضل وکمال امام حنفی کی نظروں میں سمایا ہوا تھا اور اس لئے وہ ان کی نہایت تعظیم کرتے تھے۔[۲۲] فقیہ عمادالدین شافعی اور قاضی القضاۃ ابوطالب زینبی حنفی آپس میں سخت مخالف تھے۔شافعی فقیہ کو پیام اجل قاضی القضاۃ سے پہلے آ گیا۔چونکہ ابوطالب کا ایک مخالف دنیا سے کم ہوگیا۔اس لئے ان کو بظاہر خوشی کا موقع تھا۔لیکن جب زینبی ان کے دفن سے فارغ ہوئے۔تو ان کی قبر کے پاس کھڑے ہو کر یہ حسرت ناک شعر پڑھا

عقم النساء فلا تلدن شبیهه ان النساء بمثله عقم

خواجہ حسن بصری اور امام ابن سیرین میں باہم کسی وجہ سے بدمزگی ہوگئی تھی۔اسی بے لطفی کے سبب سے امام ابن سیرین خواجہ صاحب کے جنازے کے ساتھ تشریف نہیں لے گئے۔ایک روز کسی شخص نے

☆ مكتبتك المنزلية هي بستانك الوارف وحديقتك الخضراء تتنزه فيها مع العلماء والحكماء والادباء

آ کر ان سے بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک جانور مسجد کا سب سے زیادہ خوشنما سنگریزہ اٹھالے گیا۔ابن سیرین نے فرمایا کہ تیرا یہ خواب سچا ہے تو حسن بصری کی وفات قریب ہے' چنانچہ چند ہی روز کے بعد اس سرگروہ اصفیا نے وفات پائی۔۲۳ اس واقعے سے یہ ظاہر کرتا ہے کہ باوجود اس قدر کشیدگی کے امام ابن سیرین نے خانہ خدا کا نفیس سنگریزہ خواجہ صاحب ہی کو بتایا اس بحث میں ہم ایک پر مذاق قصہ نقل کرتے ہیں۔اخفش امام نحو اور ابن رومی شاعر مشہور کے مابین چشمک ہوگئی تھی۔ابن رومی بہت ضعیف الاعتقاد تھا۔اور بدشگونی سے بہت ڈرتا تھا۔اخفش کبھی کبھی اس کے دروازے پر علی الصباح پہنچتا اور کچھ نحس کلمے کہہ کر چلا آتا۔ابن رومی پر اس کا اس قدر اثر پڑتا کہ اس روز وہم کے مارے دن بھر گھر سے باہر نہ نکلتا۔جب تنگ آ گیا تو اس نے بھی اپنا حربہ سنبھالا اور اخفش کی ہجو کہنی شروع کردی۔ ....کہ شاعر چوں رنجد بگوید ہجا

اخفش جو کلام فصیح پر شیدا تھا اپنی ہجو کے اشعار کو ان کی خوبی اور روانی کی وجہ سے حفظ کر لیتا۔اور مجالس املا میں جہاں اور استادوں کے شعر بند میں پیش کرتا وہاں اشعار بالا کو بھی موقع موقع سے سناتا جاتا اور فخر یہ کہتا کہ چلو ابن رومی نے اس گمنام کو یاد تو کیا' اگرچہ ہجو کے ساتھ ہی سہی' بگڑے دل شاعر نے جو یہ قصہ سنا تو جل کر ہجو کہنی بھی چھوڑ دی ۔۲۴

حیف کہ یہ بہشتی زمانہ بہت دنوں تک مسلمانوں میں قائم رہ کر آخر آں جہانی ہوگیا۔اور نزاعوں کے دروازے امت مرحومہ کے علما پر کھل گئے۔پھر کیا تھا قدری وجبری تو ایک طرف رہے خود اہل سنت وجماعت کے ناجی فرقوں میں وہ وہ جھگڑے ہوئے کہ کشت وخون تک نوبت پہنچی ۔بہت سے پیشوایان ملت نے خود سنیوں کے ہاتھوں سے ایسی ایسی اذیتیں برداشت کیں جن کو سن کر دل کانپ اٹھتا ہے۔امام زاہد شیخ الاسلام انصاری نے جو حنبلی تھے حنفیہ اور شافعیہ علما کے ہاتھوں کیا کیا مصیبتیں نہیں اٹھائیں۔پانچ مرتبہ ننگی تلوار ان کی گردن پر رکھی گئی وطن چھوڑ کر بلخ جانا پڑا۔سلطان الپ ارسلان جب ہرات پہنچا۔تو مشائخ شہر ایک بہانے سے شیخ الاسلام کے خلوت خانے میں گئے اور ان کے سجادے کے نیچے ایک تانبے کی مورت رکھدی اور سلطان سے مخبری کی کہ ابواسمعیل مجسمیہ فرقے کے پیرو ہیں اور انھوں نے اپنی محراب میں ایک بت رکھ چھوڑا ہے۔۲۵ طرفہ ماجرہ یہ ہے کہ شیخ الاسلام وہ بزرگ عالی درجہ ہیں جن کی شان وعظمت کا اہل ظاہر وباطن دونوں نے اعتراف کیا ہے۔

حافظ کبیر ابونعیم صاحب حلیہ جن کا نام آج تک ادب کے ساتھ لیا جاتا ہے ان کی ایک زمانہ میں حالت تھی کہ مذہبی مخالفت کی وجہ سے لوگوں نے ان سے ملنا چھوڑ دیا تھا۔اس زمانے میں حنبلیہ اور اشاعرہ میں اس قدر تعصب بھڑکا ہوا تھا کہ روز فتنہ وفساد برپا رہتا تھا۔ایک دن جب حافظ ابوبکر علی کی مجلس املا ختم ہوئی تو ایک شخص نے کہیں یہ کہہ دیا جس کو ابونعیم کی مجلس درس میں چلنا ہو وہ اٹھے کہتا تھا کہ اس بے چارے کی شامت آ گئی۔ایک ہنگامہ برپا ہوگیا اور سارے اصحاب حدیث ... نے لے کر اس مصیبت زدہ پر دور پڑے قریب تھا کہ وہ اسی موقع پر قتل ہو جائے۔خدا خدا کر کے کی جان بچی ۲۶ ہم انہیں دو مثالوں پر اکتفا کرتے ہیں اور اس سے زائد یہ قابل تاسف قصے ... کرنا نہیں چاہتے۔حیف یہ ہے کہ جب کبھی جو کچھ کیا گیا ہمیشہ اس کا نام نصرت دین اور حمایت ملت رکھا گیا۔اگر ہم اس باب کے اول و آخر واقعات کو ملائیں تو صاف یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اتفاق و اختلا... کے لئے مذاہب وعقائد کے ماوری بھی بہت سے اسباب ہیں۔عنوان ہذا کو ہم ذیل کی نتیجہ خیز حکا... پر ختم کرتے ہیں۔

نحو کا امام یزیدی ایک روز امام ادب خلیل بصری سے ملنے گیا۔خلیل اس وقت ایک و... (گدے) پر متمکن تھے۔یزیدی کو آتا دیکھ کر ایک طرف کو ہو بیٹھے اور وسادے کا ایک حصہ کر دیا۔یزیدی نے بیٹھ کر کہا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ میری وجہ سے آپ تکلیف سے بیٹھے ہیں۔ مگر اس ادیب بےنظیر نے یہ لاجواب جواب دیا ماضاق موضع علی اثنین متحابین والدنیا لات... اثنین متباغضین یعنی دو دوستوں کے لئے کوئی جگہ تنگ نہیں اور دو دشمنوں کے لئے سا... جہاں میں وسعت نہیں۔۲۷ (جاری ہے)

نئی کتاب ....ایک طالب علم کی

سفری یادداشتیں

نور احمد شاہتاز

ناشر: اسکالرز اکیڈمی کراچی ...... ہر اچھے بکسٹال پر دستیاب ہے۔

حواشی

۱۔تذ۔ج۱صفحہ

۲۔تذ۔ج۱۔صفحہ ۱۵۷

۳۔تذ۔ج۱۔صفحہ ۱۶

۴۔فرقہ قدریہ کا یہ عقیدہ ہے کہ بندہ اپنے افعال خیر وشر کا خالق وقادر ہے (الملل والنحل)

۵۔تذ۔ج۱۔صفحہ ۱۱۰

۶۔تذ۔ج۱۔صفحہ ۱۲۸

۷۔فرقہ مرجیہ کا یہ عقیدہ تھا کہ ایمان کی حالت میں کوئی معصیت مضر نہیں جیسے کفر میں طاعت مفید نہیں ۱۲ الملل والنحل

۸۔تذ۔ج۱۔صفحہ ۱۰۸

۹۔تذ۔ج۱۔صفحہ ۱۴۸

۱۰۔تذ۔ج۱۔صفحہ ۱۶۰

۱۱۔تذ۔ج۱صفحہ ۱۹۵

۱۲۔تذ۔ج۱۔صفحہ ۲۳۸

۱۳۔تذ۔ج۱۔صفحہ ۲۸۸

۱۴۔تذ۔ج۲صفحہ ۷۷

۱۵۔تذ۔ج۱۔صفحہ ۳۲۴

۱۶۔تذ۔ج۲صفحہ ۲۰۲

۱۷۔تذ۔ج۳۔صفحہ ۲۴۷

۱۸۔تذ۔ج۳۔صفحہ ۱۴۳

۱۹۔تذ۔ج۱۔صفحہ ۸۴

۲۰۔تذ۔ج۱۔صفحہ ۱۹۴

۲۱۔تذ۔ج۱۔صفحہ ۱۲۶

۲۲۔تذ۔ج۱۔صفحہ ۲۲۰

۲۳۔تذ۔ج۱۔صفحہ ۸۴

۲۴۔ابن۔ج۱۔صفحہ ۲۰

۲۵۔ابن۔ج۱۔صفحہ ۱۲۹

۲۶۔ابن۔جلد۱۔صفحہ ۳۳۲

۲۷۔تذ۔ج۳۔صفحہ ۲۹۳‘۲۹۴ ۱۲ابن۔ج۴۔صفحہ ۳۳۰